مولای صل وسلم دائما ابدا — درس حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلہم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اَللہ کی تلوار، اِخلاص اَور بے نفسی
صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں بھی مال کا حساب لیا جاتا تھا
حضرت معاذؓ کا تقوی، اُس زمانہ میں ڈاک کا تیز رفتار نظام

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 62 سائیڈ B 1986 - 10 - 10)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

ایک صحابی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ نقل کرتے ہیں کہ ہم ایک جگہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، لوگ آگے سے گزرنے لگے تو جو گزرتا تھا رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مجھ سے دریافت فرماتے تھے کہ مَنْ ھٰذَا یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ یہ کون ہے اے ابوہریرہ؟ میں اُن کا نام لے لیتا تھا کہ یہ فلاں ہیں۔ آپ اِرشاد فرماتے تھے اُس پر کوئی نہ کوئی جملہ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰہِ ھٰذَا مثلاً کہ یہ اللہ کا اچھا بندہ ہے اِسی طرح سے کسی اَور کا نام لیا تو اُس کے بارے میں اِرشاد فرمایا کہ یہ اچھا آدمی نہیں ہے حتّٰی کہ حضرت خالد ابن الولید رضی اللہ عنہ گزرے پوچھا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا یہ خالد ابن الولید ہیں تو آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا نِعْمَ عَبْدُ اللّٰہِ خَالِدُ ابْنُ الْوَلِیْدِ یہ خالد ابن الولید اللہ کے بہت اچھے بندے ہیں اَور یہ فرمایا سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ [1]

---

[1] مشکوۃ شریف ص۵۸۱

اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں جیسے آتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب رسالتِ مآب ﷺ کے سامنے فرمایا اَسَدٌ مِّنْ اُسُدِ اللّٰہِ ایک صحابی کو، تو اِسی طرح سے سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ ۔

ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دین قائم رکھیں گے اَور اُس میں ہر قسم کے آدمی رہیں گے جو رسول اللہ ﷺ نے دین پہنچایا ہے اُس پر عمل کرنے والے موجود رہیں گے تو ''سیف اللہ'' بھی موجود رہیں گے جیسے ''قاری'' موجود رہتے ہیں ''حافظ'' موجود رہتے ہیں ''عالِم'' موجود رہتے ہیں ''عمل'' موجود رہتا ہے اِسی طرح سے وہ تمام چیزیں قائم رہیں گی ضرور اَور اُس کے اَسباب مہیا ہوتے رہیں گے۔ تو معلوم ہوا کہ تلوار ایک نہیں ہے اللہ کی تلواریں بہت سی ہیں جو قائم رہیں گی قیامت تک ''اَسد اللہ'' ایک نہیں ہے بہت سے ہیں جو قیامت تک باقی رہیں گے اَور صحابۂ کرامؓ میں بھی بہت سے ''اَسد اللہ'' تھے اَور ''سیف اللہ'' تھے اِسی لیے سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ اِرشاد فرمایا، اَب سیف اللہ کا لفظ جو ہے وہ حضرتِ خالد ابن الولید رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ لگ گیا وہ مشہور ہوگئے کیونکہ اِنکے بارے میں تو یقیناً معلوم ہوگیا کہ یہ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بتلا دیا کہ یہ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ ہیں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کُھلا خرچ کر ڈالتے تھے :

بعد کے واقعات جو ہیں اُن کے عجیب وغریب ہیں، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اِن پر بہت اعتماد کرتے تھے خرچ کر ڈالنے کی عادت تھی اِن کی۔ اَور خرچ کر ڈالنا ضرورت سے زیادہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پسند نہیں تھا۔ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کے واقعات سے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ چاہے حق بن بھی جاتا ہو بیت المال میں پھر بھی لینا زیادہ یہ پسند نہیں تھا اِن کو، اِسی چیز پر کچھ اِختلافِ رائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی ہوا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اُن پر یہ شرط آپ لگادیں کہ جو بھی کچھ خرچ کریں وہ بتلائیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اِس کے بارے میں اُن سے معذرت چاہی اُن سے کہا کہ یہ میں نہیں کرسکوں گا کام، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اِنہیں اجازت دے دی تو صحابۂ کرام کا حال بہت عجیب تھا جو قیاس سے باہر ہے یہ ذرا سا بھی تبدل تغیر نہیں کرسکتے اللہ تعالیٰ نے اِن کو دین کے محفوظ رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جتنی گنجائش دیکھی نرمی کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں ذرا سختی تھی وہ کہتے بھی رہے ہیں۔

صحابہؓ کا تقوی اَور چھان بین، مال کا حساب صحابہؓ کے زمانہ میں بھی لیا جاتا تھا :

اَب حضرت معاذ ابنِ جبل رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے بھیجا اَور اِس لیے بھیجا کہ اُن کی مالی حالت بہت خراب تھی تو وہ کچھ کام کریں گے تو بیت المال سے اُن کو کچھ معاوضہ مل جائے گا اَور اُس سے اُن کی مالی پریشانیاں دُور ہو جائیں گی، بالکل وفات کے قریب بھیجا اَور یہ بھی فرمادیا لَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِیْ هٰذَا وَقَبْرِیْ [1] شاید اَیسے ہو کہ مسجد اَور قبر میری تمہیں ملے، بہت زیادہ وہ روئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمادینے پر اُنہیں یقین تھا بہرحال واپس آئے، واپس آئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیش کیا جو کچھ لائے تھے اَور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہ یہ وہ چیزیں ہیں جو مجھے وہاں سے اِس طرح سے ملیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ تو ٹھیک نہیں ہے یہ بھی اِنہیں بیت المال میں داخل کر دینی چاہئیں اِنہیں لینے کا حق نہیں ہے۔

حضرت معاذ ابنِ جبل رضی اللہ عنہ بھی جلیل القدر صحابی ہیں رسول اللہ ﷺ نے اِن کو فتوے کی، فیصلے کی، اِجتہاد کی اِجازت دی تھی اَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ [2] حلال وحرام میں یہ سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں یہ جملہ بھی اِرشاد فرمایا اُن کے بارے میں تو اُنہیں خود بھی تمام باتوں کا احساس تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کے اُن کو بھیجنے کی غرض جو تھی وہ مالی اِمداد تھی تو مالی اِمداد جو اُن کو وہاں ملی اُنہوں نے آکر وہ سب حساب بتادیا یہ اَیسے ہے یہ ایسے ہے یہ ایسے ہے۔ تو یہ نہیں ہے کہ اُس کی دلیل نہیں تھی اُن کے پاس، کوئی بے دلیل بات کر رہے تھے یا خیانت کوئی مقصود تھی کسی قسم کی ایسی کوئی چیز نہیں تھی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہیں کچھ فرمایا لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے عرض کیا کہ یہ بھی اِنہیں بیت المال میں داخل کر دینا چاہیے اختلافِ رائے کیا اُن سے (حالانکہ) اُن کا اجتہاد اَور آقائے نامدار ﷺ کا بھیجنا وہ (باہم) مطابقت رکھتے تھے اُن باتوں کے ساتھ جو اُن کے لیے خصوصیت سے رسول اللہ ﷺ نے رعایۃً کی تھیں اَور حضرت عمر کی یہ رائے اپنی رائے تھی مگر اُصول کے مطابق تھی جو شریعت نے اُصول اَور قاعدے بنائے ہیں تو بات دونوں کی ہو رہی ہے اَور دونوں کی صحیح ہے (مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات میں احتیاط زیادہ تھی)۔ تاہم فیصلہ یہ ہوا کہ لے جائیں کیونکہ یہ تو ظاہر بات ہے سب کو پتا تھا کہ رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کا بھیجنا جو تھا وہ اِس لیے تھا۔

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۴۴۶ [2] مشکوۃ شریف ص ۵۶۶

ایک خواب اَور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا تقویٰ :

لیکن حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ جیسے وہ کہیں ڈوب رہے ہیں اَور حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے اِنہیں بچایا ہے تو وہ پھر آئے اَور جو حصّہ اِس طرح کا بنتا تھا مال کا جس میں اِختلاف ہوا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات اَور اِختلاف بے دلیل تو نہیں تھا بہرحال اُنہوں نے اُس بات کو اِس خواب کے بعد تسلیم کیا کہ یہ ٹھیک ہے اَور وہ مال بیت المال میں داخل کر دیا۔

تو اَب حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اِنہوں نے تو داخل کر دیا بیت المال میں اَب جناب اِنہیں دے دیں تو ٹھیک ہے، یہ سمجھ میں آتی ہے بات تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ مال بیت المال میں داخل فرمالیا اُس کے بعد پھر اُن کو ہی دے دیا بطورِ اِنعام یا بطورِ اِمداد جو بھی نیت کی ہو تو اِس کا اختیار ہے خلیفہ کو اَور جس چیز کا اِختیار ہو اُس ذریعے سے کوئی چیز حاصل کی جائے تو وہ دُرست بھی ہوتی ہے جائز بھی ہوتی ہے اَور جس چیز کا اِختیار اِنسان کو خدا نے نہیں دیا وہ جب کرے گا تو ناجائز ہوجائے گی منع ہوجائے گی حتّٰی کہ اپنی جان کے بارے میں بھی یہ جان جو اِنسان اپنی سمجھتا ہے اُسے حق نہیں ہے کہ اِسے مارے خودکُشی کرے، اُس کی جان بھی اپنی نہیں تو جہاں تک اللہ نے جواز کر دیا وہاں تک کام کر سکتا ہے ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو (مختلف معرکوں میں) بھیجا پھر ایک حصّہ آ گیا اَیسا جو عراق کی سمت بنتا تھا اُس طرف بڑھتے چلے گئے خداوندکریم نے ایسا کیا کہ ہرجگہ فتوحات ہوتی چلی گئیں۔

شام کا محاذ اَور حضرت خالد رضی اللہ عنہ :

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دَور آیا ہے تو اُس سے پہلے شام میں لڑائی شروع ہو چکی تھی اَور حضرت ابوعبیدہ ابنِ جراح رضی اللہ عنہ اَور دُوسرے حضرات اُس طرف جا چکے تھے معلوم ہوا کہ بہت بڑا لشکر جمع کیا گیا ہے تو محاذ رُومیوں نے تین کھولے تھے لیکن اِن حضرات نے مشورہ کیا اَور ہدایت بھیجی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ تم ایک ہی جگہ لڑو ایک ہی جگہ تیاری کرو تاکہ وہ بھی ایک ہی جگہ آئیں اَور ایک ہی جگہ شکست ہو تو سب جگہ ہوجائے شکست مگر تیاری پوری نہیں تھی تو حضرتِ خالد ابن الولید رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ اِدھر آ جائیں۔

تیز رفتار ڈاک کا نظام :

اَور ڈاک کا سلسلہ جو تھا وہ بہت تیز تھا معلوم ہوتا ہے یہ رفتار نہیں تھی کہ تین دن میں اَڑتالیس میل یہ نہیں تھی رفتار وہ تو ایسے لگتا ہے جیسے پسینجر ٹرین کی رفتار بنتی ہے یہاں سے ڈیڑھ دِن میں کراچی پہنچ جاتی ہے اِس رفتار سے تقریبًا ڈاک کا اِنتظام رہا ہے ہمیشہ۔

یہی ابوسفیان کا بھی رہا ہے جب اُن کے قافلے پر حملے کے لیے تیاری ہوئی ہے مدینہ طیبہ میں تو اُنہیں پتا بھی چل گیا اُنہوں نے مکہ بھی بھیج دیا آدمی وہاں سے لشکر بھی آ گیا تو ضرورت پڑنے پر اَور رفتار ہوتی تھی اَب غالبًا ایک میل چلنے کے لیے فوج میں دس منٹ دیتے ہیں اَور دَوڑ کے چلنے کے اَور تھوڑے منٹ ہیں اَور سائیکل اُس زمانے میں نہیں تھی اَور چیزیں نہیں تھیں، تھا ہی چلنا پیدل یا سواری اُونٹ کی یا گھوڑے کی ورنہ پیدل تو وہ چلنے کے کافی عادی تھے۔ اُس میں اَیسے ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اطلاع بھیجی کہ چلو یہ چلے وہاں عراق سے، پہنچنا اُن کو اِسی جگہ تھا جہاں یہ یرموک کا معرکہ ہوا ہے اُس جگہ پہنچے کے لیے اِنہوں نے سفر کیا ہے دن میں اَور رات بھر بھی کیا اَور اُس میں جو لے کر چل رہا تھا راستہ جاننے والا اُس نے کہا کہ یا تو پہنچ گئے اَور اگر نہ پہنچ سکے تو پھر ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پانی وغیرہ ہو پھر گویا اَندیشہ ہے نقصان کا پانی نہ ملے اَور پانی نہ ہو اَور چلنے کی بھی ہمت نہ رہے پھر تو ہلاکت ہی ہے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چلتے ہی رہو نہ رُکے نہ رُکنے دیا اَور اُنہوں نے ایک جملہ کہا وہ جملہ پھر ضرب المثل بن گیا عِنْدَ الصَّبَاحِ یَحْمَدُ الْقَوْمُ السُّرْعَۃَ صبح کے وقت لوگ رات بھر چلنے پر خوش ہوتے ہیں اَور اُس کی تعریف کرتے ہیں کہ ہم نے بہت اچھا کام کر لیا کہ ہم چل لیے رات بھر چنانچہ وہاں پہنچ گئے اَور جہاد میں شامل ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کا دورِ خلافت آیا) وہی مالی معاملات آ گئے پھر بُلا بھیجا سوالات کیے اَور اُنہیں کہا کہ میرا کوئی کام آپ کی ذمہ داری پر نہیں ہو سکتا آئندہ میں آپ کو کسی کام کا ذمہ دار نہیں بناؤں گا کیونکہ رائے کا اختلاف تھا اِختلاف بھی وجہ سے تھا وجہ اَیسی نہیں تھی جو حرام اَور حلال کا معاملہ ہو حرام اَور حلال کا معاملہ ہوتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اُس میں کبھی گنجائش نہ دیتے اَور حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی کبھی نہ لیتے اَور اُن کا حال ہمیشہ سے ایسا ہی رہا ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ بھیجا لوگوں کو کہ جائیں وہ اُن سے زکوٰۃ وصول کر کے آئیں، زکوٰۃ وصول کرنے کا طریقہ اُس زکوٰۃ کا چلا آیا ہے جو اموال ظاہرہ کی ہے جیسے کسی کی کھیتی

یا باغ یا جانوروں کی پیداوار جانوروں کی تجارت ایسی چیزوں کی۔

زکوٰۃ کی اَدائیگی، حضرت عباسؓ اور حضرت خالدؓ کی شکایت، نبی علیہ السلام کی طرف سے صفائی :

اُنہوں نے آکر تین آدمیوں کی شکایت کی دو اُن میں سے حضرتِ عباس اَور حضرتِ خالد ابن الولید رضی اللہ عنہما تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو اِرشاد فرمایا کہ فَاَمَّا عَبَّاسٌ فَعَمُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ یہ تو رسول کے چچا ہیں تو اُن کے ذمّہ وہ بھی ہے اَور اُتنی اَور بھی ہے یعنی پیشگی بھی اَگلے سال پیشگی بھی وہ دیں گے وہ تو دے ہی چکے تھے اَور پتا نہیں تھا اِن کو یا دینا طے ہو چکا تھا، اُن کے بارے میں تو رسول اللہ ﷺ نے یہ جواب دیا۔ حضرت خالدؓ کے بارے میں اِرشاد فرمایا کہ اُنہوں نے تو سلاح اَور تمام چیزیں جو اُن کے پاس سامان ہے سب خدا کے لیے وقف کر رکھا ہے یعنی اُن کے پاس جو گھوڑے تھے یا عمدہ قسم کا سامانِ حرب تھا بس وہی تھا اِس سے زیادہ ہے ہی نہیں وَاَمَّا خَالِدٌ فَاِنَّکُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا اور قَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَہٗ وَ اَعْتُدَہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ[1] اُنہوں نے تو اپنی زِرع اَور سامان جو ہوتا ہے یہ خدا کے لیے وقف ہی کر رکھا ہے تو اُن کے پاس بھی نہیں ہے اَور تیسرے کے بارے میں ابن جمیل تھا اُس کو ناپسند فرمایا کہ اُس کو خدا نے دولت دے دی ہے رسول اللہ ﷺ کی دُعاء کی برکت ہی سے ملی ہے لیکن بخل بھی ساتھ آگیا دولت بھی آگئی بخل بھی آگیا۔

تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ معلوم ہوتا ہے اگر اُدھر سے دیکھا جائے کہ یہ پیسہ رکھنے کے عادی نہیں تھے اَور جب خوش ہوتے تھے کسی سے تو اُسے دے دیتے تھے اَب کوئی شاعر آگیا یا کوئی خطیب آگیا اَور اُس سے کوئی باتیں ہوئیں یا کچھ ہوا تو اُس کو دے دیا اِنعام۔

حضرت عمرؓ کی طرف سے معزولی، حضرت خالدؓ کی اطاعت اَور بے نفسی :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دَور میں اِن کو معزول کر دیا حضرتِ ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کو اَمیر کر دیا اَور اِن کو بُلا کر اِن سے باتیں کیں اَور آئندہ کے لیے کہہ دیا کہ لَا تَلِیْ اِمَارَۃً میری طرف سے اِمارت کسی چیز کی نہیں ملے گی۔

یہ پھر چلے گئے جہاد میں اُسی دلچسپی سے اَور اُدھر لکھ دیا اُن کو کہ اَمیر یہ نہیں رہیں گے مگر مشورے میں

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۱۵٦

یہ رہیں گے شامل ،اَمیر نہیں رہے مگر شوریٰ کے رُکن رہیں گے جہاد کے اَندر۔ اَب اِن میں اگر ذرا بھی نفسانیت ہوتی ایک طرف ہوکر بیٹھ جاتے کہ چلو تم ہی لڑتے رہو یہ تو نہیں تھا وہ تو جہاد تھا خدا کی راہ میں لڑنا اَور خدا کی راہ میں لڑنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ مال کا لالچ ہو اَگر مال کا لالچ ہو تو وہ خدا کی راہ میں نہیں ہے، لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جو اِس لیے جہاد کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی اَور اُس کے دین کی سر بلندی ہو تو وہ خدا کی راہ میں ہے۔ تو اِن کی اِنتہائی بے نفسی ہے کہ ایک سپاہی ہو کر لڑتے رہے اَور مشورہ نہایت عمدہ دیتے رہے اُس طرح جس طرح خود اپنے لیے کرتے ہوں پھر حضرت عمرؓ نے بُلوا لیا اِن کو کوئی چیز اَور پیش آئی اِن سے باتیں کیں تمام چیزوں کا اِنہوں نے جواب دیا ایک دفعہ مال تھا کچھ زیادہ وہ اِن سے واپس لے لیا کہ یہ دے دو، دُوسری دفعہ بُلایا تو بلا کر باتیں کیں پوچھ گچھ کی اِنہوں نے جواب دیا تو اُنہوں نے کہا کہ آئندہ میری طرف سے تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی لَا يُصِيْبُكَ مِنِّيْ مَكْرُوْهٌ کوئی ایسی چیز کہ جو تمہاری طبیعت کے خلاف ہو میری طرف سے نہیں پہنچے گی لیکن اُس کے بعد اِن کی حیات کم رہ گئی تھی کچھ ہی دنوں بعد یا کچھ مہینوں بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اَولاد :

ایک بیٹے اِن کے ذکر کیے جاتے ہیں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی کے جو بڑے بھائی تھے اُنہوں نے کتاب لکھی ہے ''اِشاعتِ اسلام'' یعنی دُنیا میں اِسلام کیونکر پھیلا، نہایت عمدہ کتاب ہے اُس میں تو اُنہوں نے لکھا ہے نرینہ اَولاد نہیں تھی لیکن تاریخ میں ملتا ہے کہ نرینہ اَولاد تھی اُن کا نام تھا عبد الرحمٰن اَور اَور بھی چلی ہوگی اَولاد یا نہیں چلی یہ نہیں معلوم ہو سکا ممکن ہے اَنساب کی کتابوں میں مل جائے ، باقی بیٹا تو ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دَور میں اُن کے بعد کے دَور میں اُن کا ذکر ملتا ہے تو حضرتِ خالد رضی اللہ عنہ کی جنابِ رسول اللہ ﷺ نے تعریف فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ اُن سب کی محبت ہمارے دِلوں میں قائم رکھے اَور آخرت میں ہمیں اُن کے ساتھ محشور فرمائے ،آمین۔ اِختتامی دُعاء......